REGISTERD NO. A. 785



M. B. Khan Artist — مستانہ المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ایڈیٹر و پرنٹر شائع ہوا — Dogana Lucknow
قیمت فی پرچہ ۲ر

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی نیز ششماہی سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا سو وجہ ہے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کرسکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونہ کا آپ کے لئے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو پھر مدت کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ بخیر شما بسلامت۔ بندہ پرورد ایک مشہور کتاب ہے کہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف متانت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے دروازے پر نیازمند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا ہم تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور نہ پروستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کردیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۳۳

مضامین غیر

۱۰ ستمبر ۱۹۲۸ء

سیر دہلی

پیارے پنچ۔ آپ کہتے ہونگے کہ ہم بھی عجیب بے فکر اور فقرہ باز ہے خدا جانے کہاں ہم نشینی کے مزے اُڑا رہا ہوگا۔ سنیئے حضرت نہ انجناب فقرہ باز ہیں نہ بے فکر۔ فقرہ بازی اور آپ سے؟ ممکن نہیں۔ اب رہی فکر تو اس کمبخت سے کس کو نجات ملی؟! ابھی یہ تو سوتے میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔ نہ اس سے امیر خالی ہے نہ فقیر۔ نہ بادشاہ عالی جاہ نہ خضر آپ تو مجبوراً فقرہ بازی قبول بھی کر لیتے مگر یہ فقرہ سوجھنا بھی تو اسی چڑیل کا فرض ہے پہلے رخصت شد ہ

ہم نے پوچھا کہ صندل درد سر کا ہے علاج
اسکا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے

ہر کیف اسی فکر کے طفیل انجناب لکھنؤ سے دہلی تشریف لائے۔ یہ کوئی بڑی منزل نہیں روز لوگ آتے جاتے رہتے ہیں مگر چشم عبرت کے واسطے معمولی سی بات میں جدت کا میدان کھلا رہتا ہے چنانچہ رائے سینا میں جو نئی دہلی آباد ہوئی ہے ہمیں عجب عجب تماشے نظر آرہے ہیں۔ جب کونسلیں ہوتی ہیں ممبر صاحب تشریف لاتے ہیں اُسوقت اس مقام پر ایسی چہل پہل ہو جاتی ہے جیسے کسی فراق زدہ ہجراں کشیدہ دلہن کا عاشق پردیس سے آئے اور دن بھر سڑکوں پر موٹر دیکھو تو کیا مجال جو کسی موٹر کی پوں پوں یا پیادے کی چاپ سنائی دے۔ بیساختہ اس مقام پر نظر آتا ہے بالفرض اجڑا دیار کہ شب کو ہر ایک عمارت بقعۂ نور ہوتی ہے گویا جنگل کی چاندنی ہے کہیں نہیں تو مکان بند ہے اندھیرا ہو جاتا ہے اُجالا۔ ہاں بجلی کی روشنی کی قسمت میں جلنا لکھا ہے وہ بیچاری شمعوں کی قسمت والی [illegible] ہے اور شمع کی ہمزبان ہے ع

بجلی کہتی ہے کہ خالق نے بنایا مجھکو
جلتے ہی جلتے مری عمر بسر ہوتی ہے

فرق اتنا ہے کہ شمع دن کو نہیں جلتی دن کو شمع جلاتے ہیں سودائی ؎

بیٹھا ہے کیا طول شب تنہائی نے
صبح سے شمع جلا دی ترے سودائی نے

بجلی غریب دن کو بھی جلتی رہتی ہے پنکھے چلتے ہیں مشینیں رواں ہوتی ہیں۔ خیر جناب بجلی گئی میونسپلٹی کی ذمہ میں انجناب بہت غور کرتے رہے کہ اس مقام کا نام رائے سینا کیوں ہے آخر معلوم ہوا کہ پہلے یہ ایک گاؤں تھا۔ یہ مقام دہلی کا مغربی حصہ ہے تمام حملہ آور اسی طرف سے دہلی پر چڑھے رائے سے مراد ہے رائے پتھورا و مہاراجہ پرتھی راج ہندوستان کے آخری ہندو بادشاہ، اور سینا کے معنی ہیں فوج یعنی یہ ہندو فوج کی چھاونی تھی۔ کیوں حضرت اب بھی آپ انجناب کی ذکاوت کی داد نہ دیجئے واہ رے ہم۔ اللہ رے ہم۔ خیر عالی شان کیا مکان خالی کوٹھیاں دیکھ کے فکر کے ٹٹو نے پانچویں کی جست بتائی جھٹ چلو پرانے شہر چلیں کہ چلتے آدمیوں کی شکل نظر آئے۔ فکر کی فرمائش پوری کرنی پڑی چاوڑی کی طرف بقصد روانہ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک مریل فاقہ زدہ خوبصورت شتر آتی ہیں جو سودا والے گھوڑے کی نسل میں تھی ایک صاحب دم کی طرف منہ ہار کول سے چہرے کے ٹھیلے پر پالش کیے جیسے شیخ شیخ کرتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا پاکیزہ نورانی وضع قطع ہے۔ تیاں سی آنکھیں جب اُس تیرہ و تار چہرہ میں چکر کرتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ افریقہ میں فرنگیوں کی ملاقی ہو گئی۔ موٹے موٹے ہونٹوں سے جب تبسم کی بارکا کے دانت باہر نکلتے ہیں تو گویا کسیرو کی بیلی بجھاتے ہیں ؎

کسی کے منہ سے نکلی بات
اندر دن ہے باہر رات

عروج اقبال بادشاہی جلوہ میں ہے تالیوں کی صدا گونج رہی ہے۔ سچ ہے الو اور چمگادڑوں کا استقبال تالیوں سے ہوتا ہے اگرچہ خدا سلامت رکھے نئی تہذیب کو یہ اچھے اچھوں کا استقبال تالی سے کرتی ہے اب یہ خدا جانے کہ آج تو بناتی ہے یا جگنو میں ہے دل سے کہا دیکھا یہ ہولی کا زمانہ ہے؟ جواب ملا کیا ساون ہے ساون۔ واہ ساون میں پھاگ کون کھیلتا اور...... کون بنتا ہے۔ بعد تحقیق و تجسس بسیار معلوم ہوا کہ یہاں پانی کے بہانے پر آنکھوں میں بھی بیل پیاسے کا لے سکھایا جاتا ہے کا منتر نہیں پڑھا جاتا۔ نہ عرب جاہلیت کی طرح البتہ گائے کی دم میں الیوسے کی چھال کی پھر کیاں بیجا اور آگ لگا کے پچھم کی طرف ہنکاتے ہیں رنگیلے رہے یہاں اللہ میاں کو سوانگ دکھا کے ہنسانے کا دستور ہے۔ اس مسخرگی کا انعام پانی کی شکل میں ملتا ہے۔ جل جلالہ صدقے اپنے خالق کے کیسے کیسے مسخرے پیدا کیے ہیں حالانکہ برسات کا یہ حال ہے کہ آنکھ میں سیل نہیں ابر رحمت اطلاق سیلف گورنمنٹ کی طرح آسمان پر دکھاتا گرج گرجا کے ستاؤں کو خاک میں ملاتا پھر مغرب میں غائب ہو جاتا ہے۔

سوانگ کی زیارت سے مشرف ہو کے چند قدم آگے بڑھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تیرہ بے پر کانسٹبل صاحب کھڑے ہیں بارہا کانسٹبلوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا مگر آج تک ایسا کانسٹبل نہیں دیکھا تھا جسکے سر پر چھتری لگی ہو۔ چھتری لگی ہے اور دونوں ہاتھ خالی ہیں یعنی گھنٹے کی طرح چھتری کی جڑ سر زمین شکم میں پیوست ہے اور پٹے میں گڑی ہوئی ہے۔ ایجاد نرالی ہے ہم بھی صاد کرتے ہیں۔ ہمارے شہر کی میونسپلٹی فضول خرچ اور مسرف ہے جو ہر موڑ پر چھوٹی گمٹیاں بنواتی اور سڑک پر گھر بناتا کھاتی ہے۔

اس تماشے سے فراغت ہوئی تو جامع مسجد کا طواف نصیب ہوا۔ زیارت کی نیت طواف میں ہے کا پہلو زیادہ ہے لہذا بعض حضرت سرمد کی تربت پر [illegible] کا استعمال الحبیر کرتا چاندنی چوک کی طرف چلا

حضور [illegible] کی مسجد پر سرسری نگاہ ڈال کر انہوں نے بازار کی طرف کچھ دور گیا تھا کہ ایک ولایتی گانٹھ نظر پڑی خیال تھا کہ کپڑا ہوگا مگر دکان بزاز کی نہ تھی دریافت کیا پھر یہ کیا ہے؟ میں نے سمجھا کہ خاموش۔ حضرت داؤد پر جب لوہا نرم ہوا اور وہ بغیر اوزار کی مدد کے زرہ بنانے لگے تو حضرت لقمان خاموش کھڑے دیکھتے رہے یہ نہیں دریافت کیا کہ کیا بناتے ہو۔ زرہ بن کے تیار ہوئی پہن کے پھیرتے بیٹھے اور دو میں آ کے فرمانے لگے۔ زرہ میدان جنگ میں بڑے کام کی چیز ہے۔ لقمان مسکرا کے بولے۔ خاموشی بھی بڑی خوبی ہے مطلب یہ تھا کہ میں نے تمہارا ہرج اوقات نہیں کیا اور منتظر رہا کہ بننے کے بعد اسکا استعمال بڑے یقین معلوم ہو جائے۔ تو بھی لقمان کی پیروی دیکھو اس لپٹے قدرت سے کیا نکلتا ہے۔ صندوق کا ایک تختہ کھلا دوسرا اکھڑا تیسرا جدا ہوا مگر نہ پوچھو کیا دیکھا خدا نہ دکھائے۔ کیا تھا؟ اجی وہی اخباری کاغذوں کی ردی۔ کیا یہ ہندوستان میں جمع ہو کے بازار میں آئی۔ نہیں براہ راست لندن سے۔ ایسی ایسی ہزار ہا پیٹیاں [illegible] سے یہاں آتی ہیں۔ ہائے ہندوستان۔ کمبخت ہندوستان میں ردی کی بھی کمی ہے۔ مفلسی نے تم کو کہیں کا نہیں رکھا لیکن سرکاری پولیٹیکل اکانومی کے ماہر کہتے ہیں یہ ہندوستان کے تمول کی دلیل ہے کیا سچ کہا [illegible] یہ مالا مال ہوتا تو ولایت سے ردی کیوں منگواتا۔ بنا بر قیاس یہی اہل ولایت کی تنگدستی کی [illegible] بھی ہے کہ اگر ولایت والے مفلس [illegible] نہ ہوتے تو وہ ردی کیوں بیچتے۔ تم نے ردی کا [illegible] کی طرح مسرت کا [illegible] کر دیا۔ اب کیا دیکھ [illegible]

اور کیا لکھوں۔ [illegible] آپ کو اختیار ہے چاہے تو اس بے ڈھنگے مضمون کو قبول فرمائیے ورنہ اسے بھی ردی کی ٹوکری میں پھینکئے کیا عجب ہے کہ آپ ہی کے دفتر سے اتنی ردی نکلے جس سے ہندوستان ولایتی ردی کی بھرک مٹا سکے۔



ہندو پنجاہ سالہ پیر نابالغ یعنی انڈین سٹیٹس ایولیوشن کا منتظر
ڈھیلا [illegible] اور [illegible] ہوتا جاتا ہے۔ قدرت کے کھیل میں ہیں انتظار

سنتا ہوں کہ ہزاروں مضمون نگاروں کے مضمون آپ کے دفتر میں موصول ہوتے ہیں اور آپ ناک بھوں چڑھا کے انہیں مسترد فرما دیتے ہیں حالانکہ دوسرے اخباری کاغذ ویسے ہی مضمون خوشامد اور شکریہ کے ساتھ قبول کرتے اور چھاپتے ہیں۔

راقم مہدی ندیم از دہلی

بوالعجبین بنام مسٹر چغتائی

مولوی صاحب [illegible] تمہاری سمجھ [illegible] پیر [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوا ہے [illegible] تیرے گھر ردی [illegible] جائے تیرے [illegible] پیچھے۔ یہی حال ہے [illegible] قدرت کی باتیں [illegible] جائیگی۔ بھلا ایمان سے کہو میں نے کب کہا کہ [illegible] تمہارے [illegible] میں نہیں میرا مطلب تو یہ ہے کہ تم [illegible] درست سیاق کے زور میں آ کر دیکھے [illegible] بیٹھے ہو۔ بھلا کوئی عقل شرع کا نام لینے کے بعد قرآن حدیث تفسیر اور فقہ سے کسی مسئلہ میں کلام کر سکتا ہے؟ یا تو تم نے شرع کا نام نہ لیا ہوتا اور پردے کے بارے میں یہ نہ کہا ہوتا کہ شریعت میں پردے کی اصلیت موجود نہیں بلکہ یورپ کے بیباک بے شرم لوگوں کی باتوں پر ایمان لا کے جو کچھ کہنا تھا کہتے۔ میں سچ کہتی ہوں یہ طریقہ آسان تھا۔ ہر شخص کو اپنی سمجھ اور اپنی رائے کا اختیار ہے پھر کوئی تم سے پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ مرنا [illegible] غدار کہے تمہاری ماں بہنوں کو۔ یہ کون کہتا ہے کہ تمہاری مائیں بہنیں نہیں ہیں اور [illegible] جائیں [illegible] کا تو یہ قول ہے کہ [illegible] ساس بڑائی تیرے آگے بھی جائی۔ تمہاری تجویز کوئی سمجھدار [illegible] قبول کر سکتی ہے [illegible] تو کسی شریف [illegible] بیٹی سے پوچھ دیکھو [illegible] بے شرم [illegible] زبان نہیں۔ تم نے بیحیائی اور بے شرمی کا نام ترقی

رکھا ہے میں تمہاری اسی بات سے جلتی ہوں۔ یہی تمہاری نادانی ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ تم نے بوجھ کیا ہے نیتی سے کیا۔ مگر ایسی دوستی کا حشر اللہ ہی جانے کیا ہوگا! وہی جو ایک ریچھ کی دوستی کا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ریچھ کا بچہ لے کے پالا تھا آدمیوں کے پاس رہتے رہتے اسمیں بھی آدمیوں کی سی خو بو پیدا ہو گئی ایک روز میاں سو رہے تھے ریچھ پاس بیٹھا تھا۔ گرمیوں کا زمانہ۔ مکھیوں کی دھنا دھار جو چڑھائی ہوئی اور انھوں نے کان کے سوراخ میں گھس کے کاٹا پھر کی جو شروع کی تو میاں کی نیند اُچاٹ ہو گئی ایک دفعہ ہاتھ ہلایا دوسری دفعہ اپنے منھ پر آپ ہی طمانچہ مارا تیسری دفعہ بازو جھٹکا چوتھی دفعہ لینے لگے "ہوں اوں" ریچھ کو مکھیوں کی اس حرکت پر آیا غصہ۔ پاس ہی پتھر کی ایک سل بھی پڑی ہوئی تھی اُٹھا کے سل مکھیوں پر دے ماری۔ ایک دو تین۔ مکھیاں تو اُڑ گئیں مگر میاں کا بھیجا ہی نکل پڑا۔

تم بھی کسی ریچھ کے شاگرد ہو۔ تمہاری نیت بُری نہیں۔ اسی طرح ایران میں ایک بڑے میاں شیخ جلی تھے نیت کے نیک تھے اتفاق سے راہ میں ایک عورت ملی جو اٹھلاتی اٹکھیلیاں کرتی کمر کو بل دیتی عالم دکھاتی برق کی سی شوخی اور سفید چادر لپیٹے دلوں پر فالج گراتی مستانہ چال سے چلی [illegible] شرعاً دکھانا شرع کے خلاف منھ پر نقاب ڈالے اصفہان کی جامع مسجد کے دروازے پر ٹھہری بیچارے شیخ جلی کمال کے مارے فاقہ سے کھڑے تھے عورت نے آتے ہی مقنع کا کونا منھ سے ہٹا جھلک دکھا کے شیخ جی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور مٹھی بھر سونا ان کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ شیخ جی کے دل بھر میں بجلی کی سی دوڑ گئی خوبصورتی پر ملامت نیازمندی پر لوٹ پوٹ ہوئے ہاتھ جوڑ کے عرض کی کیا حکم ہے۔ وہ آنکھوں کی گردش سے صبح شام کا سماں دکھا مسکراہٹ سے دل پر بجلی گرا کے بولی پیارے اللہ ایک کام کرو

تو بڑا احسان ہو میں دامنوں مول لے لو کام نیک ہے تھوڑی زحمت ہوگی مگر کیے کا [illegible] اس کا ثواب اللہ سے پاؤ گے۔ چل کے قاضی سے کہہ دو کہ یہ میری بی بی ہے [illegible] محتاج ہوں خود [illegible] تھے ہر بسر اوقات ہوتی ہے نفقہ کہاں سے لاؤں۔ بخوشی طلاق دیتا ہوں پیارے بس اتنی سی بات چل کے کہہ دو گے [illegible] اس سے زیادہ دو گی یہ کوئی مشکل [illegible] ذات سید ہو نہ کرنا مردانگی کے خلاف ہے۔ شیخ جی نے قاضی کے سامنے طلاق دیا۔ عورت نے بغل سے دودھ پیتے بچہ کا زندہ پارسل نکال سپرد کیا کہ لو میاں یہ اپنی کرامات میری جوتی اس حرامی بوٹے کو پالتی ہے چلو بڑا کھاؤ اور دو بیٹے اجرت مہر کی رقم وصول کرو۔ اب شیخ جی کی آنکھیں کھلیں مگر کرتے کیا جو کچھ بیگم صاحب نے دیا تھا مہر میں حاصل کیا اور کماتے میں بچہ دے کے اپنی راہ لی۔ لونڈا تھا ہی ہیچ النسب لگا [illegible] ٹیوں ٹیوں کرنے۔ شیخ جی شدہ بدہ بھولے لاکھ لاکھ جھینکے بہلاتے اللہ اللہ بہلایا کرتے ہیں رونا [illegible] زبان نہیں لگتا آخر جی میں آئی کہ اس بندہ خدا کو خدا ہی کے حوالے کر رات جوں توں کاٹی صبح تڑکے جامع مسجد کے صحن میں صاحبزادے کو رکھ کے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ادھر اُدھر سے لوگ دوڑ پڑے جاؤ جاؤ ڈاکو ڈاکو ہونے لگی ظالم بدمعاش یہ تو ہی روز حرامی بچے مسجد میں ڈال جاتا ہے رہ تو سہی [illegible] کی گردن نے گدی گرم کی۔ [illegible] ڈاڑھی سفید زندگی سے نا امید۔ نوبت با ینجا رسید کہ اس ہیبت [illegible] اور گھس پڑے۔ خدا جانے وہ تو بے وقت [illegible] کون ڈال گیا تھا اور شیخ جی کی تقدیر کب کا بین ہوئی تھی جو ایک روز بنا [illegible] عاقبت کا ثواب جیتے جی لوٹا۔ ایک بھی نہیں [illegible] بھی یہیں ملے [illegible] کی اپنا نہیں اُٹھائی [illegible] کھلانے کا مزا چکھنا پڑا لوگوں نے تو [illegible] شیر خوار بچے سر چڑھا دے

اور کہا سیدھے چلے جاؤ اب جو یہاں آئے تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ چار ناچار قسمت کے پھیلے بیگنوں کا بجوا سر پر لادا۔ لونڈے بھی ترکاری کی صدا لگاتے وہاں سے بھاگے مگر ویران راہ اختیار کی [illegible] صوبہ اصفہان کا ایک مشہور مقبرہ میں پہنچ کے دم لیا شام ہو گئی تھی [illegible] شہر کا ایک [illegible] تھا شیخ جی بھی فاقے سے تھے [illegible] بچے پھر [illegible] بھول گئی پیاس کے مارے زبان باہر نکل پڑی تھوڑی دور پر ایک چشمہ تھا کنارے بیٹھے ہاتھ منھ دھویا پانی پیا ابھی طرح سکون نہ ہوا تھا کہ ایک سوار آیا اور گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اپنی کا ظرف انھیں دیا کہ پانی بھر دو۔ آپ جانیے خدا نہ کرے کہ نیک نیتی کسی کی دشمن ہو جائے چشمہ اُتھلا تھا انھوں نے جو ظرف ڈبویا تو وہ پتھر سے ٹکرا کے عورت کی آبرو کی طرح چکنا چور ہو گیا دس کوڑے اس خدمت کے انعام میں پائے پھر بھاگے تھوڑی دور پر ایک تاریک [illegible] تھا اسمیں پناہ لی مگر جیسے ہی اندر قدم رکھا [illegible] کے گرے اور بیہوش ہو گئے آنکھ کھلی تو بھوک نے لاڈ لاڈ کی رٹ لگائی۔ کوٹھڑی میں [illegible] اُٹھے

یکم ستمبر نہیں ۲۰ ستمبر

چونکہ حضرت مولانا سید [illegible] حسن صاحب قبلہ ادیب اور معزز اہل قلم حضرات نصرت نمبر کیلئے مضامین [illegible] لئے ان کے اصرار کے مطابق نصرت نمبر کی تاریخ اشاعت یکم ستمبر کی بجائے ۲۰ ستمبر کر دی گئی ہے اس لیے ہم [illegible] ہیں الفضرت نمبر اردو [illegible] پر نظر ثانی کریں۔ [illegible] اسکا خیال رہے اشتہارات کے لیے بہت کم صفحات باقی ہیں۔ مشتہرین [illegible] چھپوانا چاہتے ہیں فوراً جگہ محفوظ کرالیں۔

سید عنایت شاہ ہاشمی ایڈیٹر روزنامہ [illegible]۔ لاہور

نے اُنھیں پگڑی میں لپیٹ کے سر پر باندھا تھے میں گھی رکھا تھا وہ بغل میں دبایا اب آگ کی تلاش ہوئی دور پر ایک بڑھیا الاؤ جلائے تاپ رہی تھی شیخ جی نے خیال فرمایا کہ بس یہیں انڈے بھون کے کھاؤ مگر دل دھڑکنے لگا کہ کہیں یہی بڑھیا انڈوں کی مالک نہ ہو اس وجہ سے تامل کیا اتنے میں گھی گرمی پا کے پگھلا اور بغل سے بہتا ہوا پیالی سے بہ نکلا بڑھیا بی سمجھیں کہ شیخ نے موتا جھنجھلا کے چند بار پر ایک دھول جڑی دھول کے ساتھ انڈوں نے مل کر ملا یا زردی اور سفیدی کا مرکب عمامے سے بہتا اب پگڑی پگڑی نہ رہی بچوں کا پوتڑا بن گئی۔ شرم کے مارے وہاں ٹھہر نہ سکے گزرنے کے سوا چارہ ہی کیا تھا کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ایک قلعہ دکھائی دیا حاکم کے ملازم کو ایک مددگار کی ضرورت تھی آشفتہ حال کو نوکر رکھ لیا۔

یہ شکاری دوسرے روز اپنا شکاری باز اور تازی کتا ان کے سپرد کیا اور کہا کہ میں ایک دوست سے مل کے آتا ہوں تم آگے چلو۔ یہ چلے۔ راہ میں باز دھنی کی آواز سن کے بھڑکنے لگا یہ کے رو جانور تیتر اور بچوں کے دس پانچ نشان جو ٹھہر پڑے تو انھوں نے اسے چادر میں خوب کس کے لپیٹا اتنے میں ایک تھیلے کے کتوں نے تازی کو گھیرا شیخ نے لاکھ لاکھ دوڑ دوڑ کی بھلا وہ کس کی سنتے ہیں تازی کے ٹکڑے اڑا دیے تازی کی لاش جنگل میں چھوڑ کے یہ آئے آقا کے گھر چادر سے باز کھولا اور بیگم کے حوالے کیا۔ باز بیچارا پہلے ہی تیز پروازی کی بدولت جنت پہنچ چکا تھا۔ شیخ بیچارے اپنی نیک نیتی پر روئے عورت کا دل ہوتا ہے نرم اُنھے تسلی دی کہ تم گھبراؤ نہیں میں تمھیں بچا لوں گی تم بچہ کھلاؤ میں کھانا پکانے جاتی ہوں آپ جانیے شیخ سے اور بچوں سے تو ازل کی عداوت ہے آقا زادہ ماں کی گود نہ پا کے لگا چلانے گھر میں افیم رکھی تھی شیخ نے ایک چٹکی بھر اور بچے کے حلق میں ٹھونس دیا۔ فورًا بچوں کو افیم کھلاتے ہی ہیں۔ شیخ کا کوئی گناہ نہیں۔ وہ افیم کھا کے جو چپ ہو تو پھر سانس نہ لی۔ بچے کی ماں کھانا پکا کے دودھ پلانے آئی تو لڑکا قیامت کے دن ماں باپ کی بخشش کی سفارش کرنے روانہ ہو چکا تھا رو پیٹ کے چپکی چلائی نیک نیت شیخ ڈر کے مارے بیہوش ہو گیا آخر بیگم کا دل گڑھا اُسنے پھر دلاسا دیا۔ شب کو خاوند سے کچھ ایسی باتیں بنائیں کہ اُسنے یاد کی اور بچے کے غم پر صبر کیا اور شیخ کو ایک چھری دے کے فہمائش کی کہ دیکھو چراغ جلائے اصطبل میں بیٹھو خبردار سونا جانا بیل بیمار ہے اگر دیکھنا کہ دم توڑتا ہے تو ذبح حلال کر ڈالنا اور گھوڑا اصطبل کا رات چارے سے اسکی خبر لیتے رہنا۔ شیخ چراغ جلا کے بیٹھے تو نیند آ گئی۔ ہوا سے چراغ گل ہو گیا اور گھٹنے اور گھٹنے آنکھ جو کھلی تو گھوڑے کے خراٹوں کی آواز کان میں آئی۔ سمجھے کہ بیل دم توڑتا ہے جھٹ چھری لے کے نیک نیتی کے ساتھ گھوڑے کی گردن پر پھیر دی۔ کچھ دیر کے بعد سپر سے اللہ اکبر کی صدا آئی۔ وہ صندل لگا مثال صبح تو واہ واہ۔ بیل سامری کی گائے سے خوش خیال کرنے اسوقت چل رہا تھا جب نیند کے بیل کا سینگ شیخ جی کی آنکھوں میں سایا تھا بیچارے شیخ جی اپنی نیک نیتی پر نادم ہو کے ٹرک ہو بھاگے۔

مرزا۔ دیکھا تم نے؟ یہ تمام نیک نیتی کے قصے ہیں نادان دوست کی نیک نیتی بلائے جان ہوتی ہے۔ مجھے اعتراض تمھاری نیت پر نہیں تمھاری اس تحریر پر ہے کرتی۔ ہے نزدیک دنیا بھر کے فقیہ عالم محدث خود غرض تھے عورتوں سے انکو عداوت تھی اپنی مصنوعی اور ساختہ غیرت کے آگے شرع کی پروا نہ کرتے تھے۔ تمام۔ گھنے کے قابل تمھارا یہ قول ہے وہ سب کھلی کتاب میں موجود ہے اور اسی وجہ سے ہم کسی مفسر محدث یا فقیہ کی ان تراشیدہ کو ہرگز نہیں مانیں گے؛ تم تو کیا ہو ہزاروں اور عزالی بلکہ خلفائے راشدین بھی اُسوقت تک طہارت وضو نماز اور حج زکوٰۃ غسل جنازہ تجہیز رسالت قیامت کے معنی سے ناواقف رہے جب تک رسول (حدیث) نے اُنھیں واقف نہیں فرمایا حالانکہ سب کچھ قرآن میں موجود ہے۔

مرزا تم قرآن کے لفظ تو صحیح کچھ نہیں سکتے تاشقند کو تاشقند لکھتے ہو۔ اور قرآن جاننے کا دعویٰ کرتے ہو یہ اندھیر ہے کہ نہیں کیا حدیث سے بڑھ کے کوئی اہل اللہ کروڑ دنیا میں موجود ہے جو قرآن کے معنی مطلب سمجھا سکے؟ حضرت خلیفہ اول سے بڑھ کے کوئی مسلمان موجود ہے؟ جو کہا کرتے تھے معاذ اللہ اقول برائی فی القرآن (خدا کی پناہ قرآن کے مطالب میں اپنی رائے سے کہوں؟) کیا لغوی معنی سے قرآن کی اصطلاحیں حل ہو سکتی ہیں؟ اچھا بس کبھی تم نے قرآن میں یہ آیت دیکھی للذکر مثل حظ الانثیین (مذکر یعنی مرد کے لیے دو عورتوں کا حصہ مقرر ہے) یعنی مرد کو میراث میں دُہرا حصہ ملتا ہے اور عورت کو اکہرا اصل للذکر کی ذال کو تم نے زبر دے کے پڑھا اور اپنی جگہ یہ سمجھ بیٹھے کہ نہ حدیث صحیح ہے نہ فقہ نہ تفسیر فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون جو ذکر یعنی مرد ہو اُس سے نامعلوم بات پوچھ لو۔ اے شاباش مرزا صد رحمت واہ واہ کیا کہنا۔ ایک مزے کی حکایت یاد آ گئی سن لو۔ کام آئے گی ایک صاحب تھے عقل سے خالی اُنھوں نے محفل میں وہ حرکت کی جس سے لوگ ناک بند کر لیتے ہیں مگر آواز بھی زور کی نکلی شرمندہ نہیں بڑے حضرت سمجھے کہ شاید جناب سے کوئی لطیفہ صادر ہوا خوش ہو کے خود بھی قہقہے لگانے اور کہنے دیکھا کیسا لطیفہ کہا۔ اسپر حکیم قتیل نے یہ قطعہ نظم کیا ہے

آنکہ مرزا لطیفہ گفتا ست ۔۔۔ چہ خبر از اصول دیں دارد
تیز بوش در بدگئی بہ کلام ۔۔۔ چہ کند بیچارہ ایں دارد

میری جان مرزا! قصور معاف پردے کا حکم اس قابل نہیں کہ معاذ اللہ ایسے لطیفوں میں اُڑا دیا جائے اصل للذکر اور راسخون فی العلم پر جو کے نبی کی ذات ہے قربان جاؤں اُنھیں پر تمام رشید الدین کا ذکر اور علم تمام ہوتا ہے غریب مفسروں نے بڑی جانکاہی سے ایک ایک حکم جانچا ہے اُنکے حق میں



سین ۱۹۲۹ء

ہمیں کیا سکھاتے ہو؟ ہم سیکھے سکھائے ہیں تو یہ ٹکڑا۔ یہ میرے خیالات کا تعویذ ہے گلے میں لٹکا لو۔ ہاں دوسرا جزو قابل غور ہے۔ دیدہ خواہد شد۔

ہیں وہ گمانی تمھاری شان کے خلاف ہے۔ اللہ نے تمھیں بی اے کیا ہے تم لکھتے ہو۔

اودھ پنچ سے بجز عیبات کی تعلیم
علیگڑھ میں ہوتی ہے اور نہ سب سے مقصد
بھی اودھ پنچ اور زندگی میں کر رہا تھا ہم کو
اس سے تقرب حاصل ہو اور ہم کو اس پر فخر ہے
مقصد علما میں وہ سب ہمارے مقتدا ہیں
اودھ وصل ہمارا مدرسہ علیگڑھ ہے؟

گو یہ بات بھی تمھارے کہنے کی نہیں۔ آج تک علیگڑھ سے [illegible] ہوئی اور پھر عالموں کی تیوریاں چڑھیں انھیں یہی کہتے سنا کہ خدا دنیا کی بگڑی علیگڑھ کے رندوں سے بچائے۔ تمھارے اس دعوے کو سن کے مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ جب حدیث تفسیر فقہ کی حقیقت تمھارے نزدیک کچھ نہیں تو بس ہر واقعہ سے انکار یا انکاری اور صحیح نصوص کو پس پشت ڈالنے کے سوا تمھارے پاس اور کیا ہے؟ انکار میں کچھ حرج نہیں ہوتا جب کہ تم اہل الذکر کہتے ہو [illegible] انکی عالموں کے آگے کوئی ہستی نہیں۔ تمھارے ان اہل الذکر پر مجھے ایک اور حکایت یاد آ گئی۔

ایک صاحب دوستوں کے مجمع میں سو رہے تھے۔ تم جانتے ہو سویا اور مرا برابر ہے یعنی کسی کے بس کی نہیں پھر سوتے میں قابو کس کا چلتا ہے۔ یاد گرد بچھا اور [illegible] بیچارے کی آنکھ کھل گئی تھرا کے اٹھے اور چلنے کا ارادہ کیا۔ دوستوں نے پوچھا کہاں چلے۔ بولے کہ ابھی خواب میں والد مرحوم کو نصیحت کرتے سنا فرماتے تھے کہ "اے پسر برخیز خبردار [illegible] یاران بیدار" ایک غزل (قاآنی مرحوم) کہتے تھے۔ "راست گوئی [illegible] مرحوم [illegible]" [illegible]

میری جان! ان حکایتوں میں پوری پوری نصیحت موجود ہے۔ تمھاری دلیلوں میں کوئی قوت نہیں خدا کے لیے اپنے اہل الذکر کو چھوڑو میں بھی اس خدا کا پہلا جواب لکھنے کے بعد کچھ نہ لکھوں گی کیونکہ جو کوئی دن دہاڑے سورج کا انکار کرے اسکا منہ دبانا میرے امکان میں نہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم —

بدنصیبن

آل انڈیا خود غرض کانفرنس لکھنؤ

سلطان آرا بیگم بنام پنڈت موتی لال نہرو

[illegible]

کل مشہور ہے [illegible] میری [illegible] لکھنؤ سے [illegible] پنڈت جی تم نے ہم عورتوں کے لیے بھی پالیمنٹ [illegible] سامان کر دیا ہے یہ دیکھ کے خوش ہوئی [illegible] ووٹ کا پرچہ [illegible] اسمبلی [illegible] جس طرح برسات کی فصل میں چیونٹیاں اپنے سوراخوں سے انڈے منہ میں دبا کے نکلتی ہیں مگر پنڈت جی تم نے یہ نہیں لکھا کہ پردے والیوں کے ووٹ دینے کا کیا انتظام ہو۔ کیا معنی کہ ان بیگموں کی سلامتی میں ابھی پردے کا جالا علیگڑھ کی جھاڑو سے پھٹنے میں دیر ہے [illegible] چادر پچھے کا رواج بھی اچھی طرح نہیں ہونے پایا۔ ہم گھر کی چاردیواری میں بیٹھنے والیاں وقت کی قدر سے بھی ناواقف ہیں۔ ہمارے مردوں کے حوصلے بھی اتنے اونچے نہیں ہیں کہ ہمیں تنہا ووٹ دینے کے لیے گھر سے نکلنے دیں۔ وہ ووٹ دے [illegible] امیدوار صاحب کا موٹر [illegible] موٹر کے انتظار میں کھڑا [illegible] آواز [illegible] رہا ہو گا اور ہم سنگاردان سامنے رکھے بالوں میں تیل ڈالے کنگھی چوٹیاں باندھنے میں مشغول ہوں گے یہ لٹ باندھی وہ کھولی کبھی لٹ سیدھی ہو گئی کبھی ٹیڑھی۔ کبھی یہ گہنا پہنا کبھی وہ۔ کوئی فلسفہ کوئی منطق مجبوروں پر جلیبیوں کو ترجیح دینے کی وجہ ظاہر نہیں کر سکتی۔ پھر تم نے قید لگائی ہے کہ ہر بالغ مرد ہر بالغ عورت کو ووٹ دینے کا حق ہے غیر بالغ مرد تو بے آزاد [illegible] بیٹھا تک وہ [illegible] ہاتھ میں سے نکل جائے گا البتہ عورت اگر بیاہی [illegible] ہو بال بچہ دار ہے تو وہ [illegible] بچے کیونکر ووٹ دینے جائے گی بچہ ساتھ لے تو [illegible] پوتوں نواسے بھی ساتھ لے۔ اے ہاں جو ووٹ دینے کے پیچھے پولنگ اسٹیشن [illegible] بچے نے پیچھا لیا رہا تو بڑی خرابی ہو گی۔ اسکے علاوہ ووٹ دینے سے کوئی استثنے نہیں [illegible] ووٹ کو ووٹ پر مقدم [illegible] خواب کی [illegible] کیا [illegible] ہوگی [illegible] آدمی کو چاہیے کہ سمجھ کے بات کرے۔ مسلمانوں کو اسلام نے گو حق تو برابر کا دیا ہے مگر ہم سے جو [illegible] درست ہے۔ مسلمان عورتوں میں خاص [illegible] کی جگہ دو عورتیں ووٹ دے سکیں۔ جیسے صاحب انتخاب رہا اور [illegible] میاں کو [illegible] ہمارے غصے کے اپنی بوٹیاں چبا لیں گے۔ اس وقت تم کو پنڈت جی [illegible] میں ہاتھی اور [illegible] کھاتے ہوئے اور ہم گھر [illegible] کھاتے ہوں گے۔

بیگم تمھارے [illegible] ناک میں دم ہے۔ لا حول ولا قوۃ [illegible] بار [illegible] غارت کر دیا کی کرائی محنت [illegible] کر دی۔ [illegible] نے ہیں [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] ہاں [illegible] ابھی [illegible] نہیں [illegible] ووٹ پڑ جاتا اور ہاں [illegible] آپ کے بھائی صاحب کی بیوی کیا کرتی تھیں [illegible] ہو سکا کہ اس آڑے وقت میں کام آتیں [illegible] انھیں کچھ دینے کی سوجھی حالانکہ پہلے سے جانتی تھیں کہ فلاں تاریخ ووٹ کی مقرر ہے ابھی شب کو میں پھر اطلاع دی۔ ماشاءاللہ میں تمھارے اصول سے بھی [illegible] چھوڑ دوں گا [illegible] وقت [illegible] وہ بیوی بھی کوئی مرتا ہے عین ووٹ کے وقت [illegible] ملک الموت کو دعوت دی [illegible] کو بھیج [illegible] کچھ نہیں تمھارے کنبے والے [illegible] کا بوجھ ہیں ان میں سے کوئی [illegible] ووٹ کا مرحلہ [illegible] پرسوں [illegible] ووٹ [illegible] مشکل ہو گی [illegible] بھی۔

غیر پنڈت جی تو بھی کیا یاد کرو گے کہ کوئی سنتی آرام صاحب بھی تھیں سے لکھنؤ سندی تھیں کچھ باتیں بتلاتی ہوں اور کچھ صحیح بناتے رہتی ہے جبھی ان پر عمل کرو گے تو مسلمان تمہارا پیچھا چھوڑ دینگے مگر شرط یہ ہے دل میں یہ نہ کہنا کہ ہم نے تو تجھے بیٹے کے ساتھ بھلائی کی تھی یہ اطلاع دے رہی ہیں کیا میری ساری قوم تمہاری کمیٹی کی شکر گزار ہے وہ باتیں یہ ہیں۔

(۱) ہر عورت اپنے شوہر یا بھائی یا عزیز قریب یا مختار کو اپنا قائم مقام قرار دے سکتی ہے کہ وہ اسکی طرف سے ووٹ دے (ہر کسی) جو ووٹ ہیں صحیح تصور ہونگے جبتک کہ اسکے خلاف کوئی معقول وجہ نہ ہو۔ ووٹ دینے سے دو دن پیشتر ہر حلقہ کے چار معتبر آدمی گھر گھر گھوم پھر کے اس کا اطمینان کر لیں کہ نیابت صحیح ہے یا نہیں

(۲) پردہ دار پولنگ اسٹیشن بنائے جائیں جہاں کوئی عورت چاہے تو اپنے ہاتھوں ووٹ دے سکے مگر ہر امیدوار پر فرض ہوگا کہ ایک عدد پرتھ اور ایک نفر معتمد ہر ایک پردہ دار ووٹر کے لیے مہیا کرے اسٹیشن پر عزت دار عورتیں بھی موجود رہیں جو ووٹ کی پرچی سمجھا دیا کریں۔

(۳) ایک قانون بنایا جائے کہ ووٹ کے دن چوبیس گھنٹے پیشتر سے کوئی گھر والا اپنے گھر کے زنانے دروازے سے کوئی خدمت نہ لے۔ (باقی آئندہ)

سنتی آرام بیگم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

تازیانہ

خدا جانے لوگ کیا سمجھ کے نام رکھتے ہیں۔ حال ہی میں اس نام کا ایک اخبار لاہور سے جاری ہوا ہے اسکی روش وہی ہے جو انقلاب وغیرہ کی ہے۔ تازیانہ کی سزا عرب و عجم سے آکے ہندوستان میں مروج ہوئی عرب میں تازیانہ زنی ایک ذلیل سزا سمجھی جاتی تھی۔ انگریزی لفظ "کاڑا" کا کام بھی تازیانہ ہے۔ حکومت مجرموں کے جرم کی نوعیت کے مطابق ان پر سزائے بید بھی لگواتی ہے۔

ہندوستان کی ذلیل سزاؤں میں جوتی مارنا یعنی پاپوش کاری ہے اس سے اتر کے لات جیت وغیرہ ٹکا ٹکا کر دیا گھونسا مارنا اور ٹیڑا بل ڈگ (بازاری محاورات) کا مرتبہ ہے۔ اگر تازیانہ کسی اخبار کا نام ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ دیگر مذکورہ نام کسی اخبار کے نمونہ عجیب نہیں۔ اگر تازیانہ کی ضرب کسی دل جلے پر پڑ جائے تو یہ نام بھی سرانے پر نظر آجاتیں ہر حال نام سے کام کی توقع سمجھ لیجیے۔

اسمیں کارٹون بھی ہوتے ہیں لکھائی چھپائی اچھی ہے تعصب اور غلامی کا مربیانہ مظاہرہ۔ مالویہ اور انصاری کے ہاتھوں حقوق المسلمین کا خون۔ لکھنؤ میں مسلمان کشی اور قوم فروشی کا بدترین منظر اس قسم کی سرخیاں ہیں جو تازیانہ۔ چار روپیہ سالانہ قیمت ہے حکیم محمد یوسف حسن صاحب اسکے ایڈیٹر ہیں۔

اندھے کی جورو

ایک حافظ جی کی زوجہ محترمہ ضرورت سے زیادہ ترانی تھیں ہر وقت آہ سرد لب پر درد پر رہتی یہ آہ دوست

کس سے کروں سنگار خصم میرا اندھا

ہائے یہ گورا گورا رنگ یہ پتلی نازک کمر یہ ستواں ناک یہ بھرے بھرے گلگوں رخسار یہ پیارے پیارے ہونٹ پرتیلی رسیلی آنکھیں میاں دیکھتے تو اپنی نگھوں کی قسم رات دن پاؤں دبایا کرتے۔ حافظ جی یہ کلمے سنتے سنتے عاجز آگئے۔ کہنے لگے بی بی پاؤں دبانے کو تو بندہ اب بھی حاضر ہے مگر جیسی تم اپنی تعریف کرتی ہو ویسی ہی ہو تو مجھ اندھے کے پالے کیوں پڑتیں ڈھنیا کے سیلی بھوری

ہندوستان میں ڈاکٹر شریک کے آنے سے منید ہوا۔ ہندوستان ہے بیچے کا اندھا جہاں اتفاق و اتحاد و برکت کی روشنی کہاں مولانا حسرت اور پنڈت جواہر لال نہرو کامل آزادی کے طالب ہیں اندھوں کو ایسی کب میسر ہو سکتی ہے بس اگر نہرو کمیٹی کی رپورٹ ہی قریب آپ کر لی ہے کہ میں ایسی میں ویسی تو عجیب نہیں اندھوں کے واسطے یہی نعمت ہے۔ خوبصورتی کی رنج سے اندھوں کا رنگ بڑھ جائے گی۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ اندھے خاوند والی زنانیاں یہ بیگم جیسی بیسلی جورو کے

بچے بھی ماں باپ پر پڑیں۔ پاہدا ہے قبول کرو جیسا بھی تو یورپ کے کئے تھیں وہ بیوا دھوں کی طرف نگاہ بھر کے کیوں دیکھینگی۔ ہے اگر خدا نے چپکا کالی بھولی کا کو آپ عنایت کی تو بہتر ہے

زبان لوگوں کی سنتے رہو بہار کہ تقریر پار سینہ نا پہ بجا۔

یاسی کرسی کا زوال

کیا کیجیے حکومت ہند بیچاری کے بارے میں پارلیمنٹ کے دوست کہا کرتے ہیں

تو ہم دوا نے حیران خسن نہ شفتی نہ بار دوست کہ کس کو دوا کہا دست ساتھ ستر برس کا جو دوستی کی بجائی پہ نبھا آیا اور رہ تھا شاید اگر نئے دوست (عراق و حجاز) نہ پیدا ہوتے تو یہی کہا کرتے ہیں

یار تھا خود نہ بود در عالم جو یار کس دور میں زمانہ نکرو رفعہ ۰۰ کی تو لید کو مبنی تو نگر کس ہی مدت میں سیکڑوں دوست دشمن ہوئے اور کئی پرانے دشمن دوست ہو گئے۔ اور یہ خیال نہ آیا کہ ہمیں بہت جلد کسر رہ گئی ہے جیسی پاس پڑوس کے خودمختار دوستوں کے حق میں بے گرگی کا تھا اس دفعہ بھی نہیں رہ گئی دہشت ہر دوست بھی کیسے ؟ شہزادہ ابن سعود تعلقدار مکہ و مدینہ کے ہے ! نور چشم امیر فیصل والی عراق کے ہیں ! ہاں صاحب خدا نہ کرے جو کسی کو انہیں کی لت ہو۔

ایک انبھی کی بی بی بہتے میں مبتلا ہوئیں بیچارے گلاب لینے بازار گئے جھٹکے ہیرا اسباب دل بھی خاطر کچھ روپے فراہم ہوئے کہ تین مہینے کے بعد بہت سے جو کے گلاب کی شیشی دیکھ کے بی بی اردو میں۔ پاؤں چہاں دوڑتے ہوئے گھر آئے اور سامنے کے آگے شیشی رکھ دے برے میاں جان دوڑتے دوڑتے تھے جیسے جٹری ہو گئی بیگم کو روز دیکھا دیجیے انشاء اللہ جو آیا اور مولا لے جا رہا تو ابھی سے آرام ہو جائے گا۔

نوٹ

مالیر سے پرچہ شائع ہو رہا ہے۔ جس کی اشاعت کی خبر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا[illegible]

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے جن کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُن سے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے ہیں اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ہے ایک معمولی باجے یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین ان کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز ہمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔   المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ